***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Imam al-Bukhārī's Philosophy of Education in Light of the (Kitāb al-ʿIlm) in Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: A Contemporary Appraisal

صحیح بخاری کی "کتاب العلم" کی روشنی میں امام بخاریؒ کے نظریۂ تعلیم کا معاصرانہ جائزہ

Atta Ullah
Lecturer, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
attaullah@kust.edu.pk
Muhammad Kashif
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
muhammedkashif552@gmail.com

Abstract
Imam Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī (d. 256 AH/870 CE) compiled his al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ not merely as a collection of prophetic traditions but as a carefully organized work whose chapter headings (tarājim) convey legal, ethical and pedagogical judgments. Nowhere is this more evident than in its Book of Knowledge (Kitāb al-ʿIlm), placed immediately after the chapters on revelation and faith. This article offers a contemporary appraisal of the educational philosophy that emerges from that book. After briefly introducing the life and scholarly contribution of al-Bukhārī, the nature and method of his Ṣaḥīḥ, and the structure of Kitāb al-ʿIlm, the study analyzes its chapters and narrations to identify core educational principles: the priority of knowledge over speech and action; understanding (tafaqquh) rather than rote retention; questioning and dialogue as teaching tools; graduated, considerate instruction; a psychologically safe learning environment; inclusion of women in learning; the complementarity of memorization and writing; travel in pursuit of knowledge (riḥla); integrity and verification in transmitting information; and the humility and preservation of teachers. Each principle is then set beside modern educational scholarship, including constructivist learning theory, cognitive load theory, research on psychological safety, critical pedagogy and information literacy. The article argues that these principles offer a coherent ethical and pedagogical foundation for addressing present-day problems such as examination-driven rote learning, curricular overload, unequal access to education and the spread of misinformation. It also cautions that al-Bukhārī did not articulate a systematic theory of education; the framework presented here is an interpretive reading of his chapter headings and selection of reports, and its application today requires sensitivity to historical context.
Keywords: al-Bukhārī; Kitāb al-ʿIlm; Islamic education; tarājim; tafaqquh; contemporary pedagogy

۱۔ تعارف

تعلیم کسی بھی معاشرے کی فکری سمت اور تہذیبی تسلسل کا تعین کرتی ہے، اور مسلم علمی روایت میں اس کی بنیاد وحی کی پہلی ہی ہدایت — "اقرأ" —میں رکھ دی گئی۔ اس روایت کے عظیم ترین ناموں میں امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) کا نام نمایاں ہے، جنہوں نے اپنی "الجامع الصحیح" میں احادیث کے ساتھ ساتھ تراجمِ ابواب کے ذریعے علم، تعلیم اور تعلّم کے بارے میں ایک مربوط تصور بھی پیش کیا۔ یہ تصور بالخصوص "کتاب العلم" میں مرتکز ہے۔

موجودہ دور کا نظامِ تعلیم کئی مسائل سے دوچار ہے: رٹّے اور امتحان پر مبنی تعلیم، طلبہ پر معلومات اور نصاب کا بوجھ، تعلیمی رسائی میں عدم مساوات، اور ڈیجیٹل دور میں غلط معلومات کی بھرمار۔ اس مقالے کا بنیادی سوال یہ ہے کہ کتاب العلم کے ابواب اور روایات سے کون سے تعلیمی اصول اخذ ہوتے ہیں، اور وہ جدید نظامِ تعلیم کے لیے کیا رہنمائی فراہم کرتے ہیں؟ مقالے کا منہج تحلیلی اور تقابلی ہے: پہلے امام بخاریؒ، صحیح بخاری اور کتاب العلم کا تعارف، پھر کتاب العلم کے ابواب کا تجزیہ، اور آخر میں جدید تعلیمی ادب کے ساتھ موازنہ۔

۲۔ امام بخاریؒ: حیات اور علمی خدمات

۲ء۱ ولادت، نشوونما اور طلبِ علم

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بخاریؒ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو بخارا میں پیدا ہوئے۔ والد اسماعیل بن ابراہیم اہلِ علم میں سے تھے اور بچپن ہی میں وفات پا گئے، چنانچہ تربیت کی ذمہ داری والدہ نے سنبھالی۔[۱] روایات کے مطابق بچپن میں بینائی متاثر ہوئی جو بعد میں بحال ہو گئی۔ ابنِ حجرؒ نقل کرتے ہیں کہ دس برس کی عمر میں انہیں حدیث کے حفظ کی طرف رغبت پیدا ہوئی اور وہ مکتب سے نکل کر محدثین کی مجالس میں جانے لگے۔

سولہ برس کی عمر میں وہ والدہ اور بھائی احمد کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے (۲۱۰ھ) اور حجاز میں قیام کر کے علمی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ بعد ازاں انہوں نے شام، مصر، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، بغداد اور خراسان کے علمی مراکز کے اسفار کیے۔ خود ان سے منقول ہے کہ انہوں نے تقریباً ایک ہزار اسّی اشخاص سے حدیث لکھی۔ ان کے اساتذہ میں احمد بن حنبلؒ، علی بن المدینیؒ، اسحاق بن راہویہؒ اور یحییٰ بن معینؒ جیسے ائمہ شامل ہیں، جبکہ ان کے شاگردوں میں امام مسلمؒ اور امام ترمذیؒ نمایاں ہیں۔

۲ء۲ تصنیفات اور علمی مقام

صحیح بخاری کے علاوہ ان کی اہم تصانیف میں التاریخ الکبیر، الادب المفرد، خلق افعال العباد، رفع الیدین اور القراءۃ خلف الامام شامل ہیں۔ التاریخ الکبیر راویوں کے احوال پر ایک بنیادی ماخذ ہے، جبکہ الادب المفرد اخلاق و آداب کی روایات کا مجموعہ ہے جو عملی تعلیم و تربیت کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ بغداد کے مشہور واقعے میں، روایت کے مطابق، محدثین نے ان کا امتحان لینے کے لیے دس دس احادیث کی اسانید اور متون میں ردّوبدل کیا، مگر انہوں نے ہر روایت کو اس کی اصل سند اور متن کی طرف لوٹا دیا۔[۲] یہ واقعہ ان کی قوتِ حفظ سے بڑھ کر ان کے منہجِ تحقیق، یعنی سند و متن کی باریک بینی، کو ظاہر کرتا ہے۔

ان کی سیرت کا ایک تعلیمی پہلو علم کی خودداری بھی ہے۔ مختلف روایات کے مطابق جب والیِ بخارا نے انہیں اپنے دربار میں آ کر پڑھانے کو کہا تو انہوں نے علم کو حکام کے دروازوں پر لے جانے سے انکار کیا؛ اسی کشمکش کے نتیجے میں انہیں بخارا چھوڑنا پڑا اور ۲۵۶ھ میں عید الفطر کی رات سمرقند کے قریب خرتنگ میں ان کی وفات ہوئی۔

۳۔ صحیح بخاری کا تعارف

۳ء۱ نام، سببِ تالیف اور منہج

کتاب کا پورا نام "الجامع المسند الصحیح المختصر من اُمور رسول اللہ ﷺ وسننہ وأیامہ" ہے۔ روایات کے مطابق امام بخاریؒ کو اس کی تالیف کا خیال اپنے استاد اسحاق بن راہویہؒ کی مجلس میں اس تجویز سے آیا کہ صحیح احادیث پر مشتمل ایک مختصر جامع کتاب مرتب کی جائے۔[۳] انہوں نے تقریباً سولہ برس میں یہ کتاب مکمل کی اور بڑے ذخیرۂ احادیث (جو چھ لاکھ تک بیان کیا گیا ہے) میں سے انتخاب کیا؛ مکرّرات کو شمار کیا جائے تو احادیث کی تعداد سات ہزار سے زائد بنتی ہے۔

صحتِ حدیث کے سلسلے میں امام بخاریؒ کی شرائط نسبتاً سخت سمجھی جاتی ہیں، خصوصاً راوی اور مروی عنہ کے درمیان ملاقات کے ثبوت کی شرط۔ کتاب کی ترتیب فقہی موضوعات پر ہے، اور ایک ہی حدیث کو مختلف ابواب میں مختلف استنباط کے لیے دہرانا ان کا خاص اسلوب ہے۔ اسی لیے شارحین نے کہا کہ "بخاری کی فقہ ان کے تراجم میں ہے۔"

۲ء۳ قبولیت اور شروح

امتِ مسلمہ کے علمی حلقوں میں صحیح بخاری کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ جدید تحقیق اس کتاب کی تاریخی تدوین اور قبولیت کے مراحل کا مطالعہ کرتی ہے۔[۴] اس کی مشہور شروح میں ابن حجرؒ کی فتح الباری، بدر الدین عینیؒ کی عمدۃ القاری اور قسطلانیؒ کی ارشاد الساری شامل ہیں۔[۵] ان شروح میں کتاب العلم کے ابواب کی تعلیمی و فقہی توضیحات بھی ملتی ہیں جو اس مقالے کا بنیادی ثانوی ماخذ ہیں۔

۴۔ کتاب العلم کا تعارف

۱ء۴ مقام اور ساخت

امام بخاریؒ نے وحی اور ایمان کے بیان کے فوراً بعد "کتاب العلم" رکھی۔ یہ ترتیب خود ایک پیغام ہے کہ ایمان کے بعد پہلا مرحلہ علم کا حصول ہے۔ فتح الباری کی ترقیم کے مطابق یہ کتاب تقریباً ح۵۹ سے ح۱۳۴ کے درمیان پچاس سے زائد ابواب پر مشتمل ہے۔[۶] اس میں مرفوع روایات کے ساتھ صحابہ و تابعین کے آثار اور امام بخاریؒ کی اپنی معلّق تعلیقات بھی ہیں، جن میں سے کئی تراجم دراصل مستقل تعلیمی نکات ہیں۔

۲ء۴ مضامین کی تقسیم

کتاب العلم کے مضامین کو پانچ بڑے محوروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) علم کی فضیلت اور مقام: باب فضل العلم، جس میں سورۂ مجادلہ (۵۸:۱۱) اور سورۂ طٰہٰ (۲۰:۱۱۴) سے استدلال کیا گیا؛ باب العلم قبل القول والعمل؛ باب من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین (ح ۷۱)۔[۷]

(۲) متعلّم کے آداب: باب الحیاء فی العلم؛ باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ (ح ۷۳)؛ باب الخروج فی طلب العلم؛ باب من قعد حیث ینتہی بہ المجلس (ح ۶۶)؛ باب الإنصات للعلماء۔

(۳) معلّم کے آداب اور طریقِ تدریس: باب طرح الإمام المسألۃ علی أصحابہ (ح۶۱)؛ باب ما کان النبی ﷺ یتخولہم بالموعظۃ (ح ۶۸)؛ باب من جعل لأہل العلم أیاماً معلومۃ (ح ۷۰)؛ باب من سئل علماً وہو مشتغل فی حدیثہ (ح ۵۹)؛ باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم؛ باب عظۃ الإمام النساء وتعلیمہن۔

(۴) روایت، حفظ اور کتابت: باب کتابۃ العلم (ح۱۱۲–۱۱۳)؛ باب حفظ العلم (ح ۱۲۰)؛ باب إثم من کذب علی النبی ﷺ (ح ۱۰۷)؛ باب لیبلغ العلم الشاہد الغائب (ح ۶۷)۔

(۵) علم کا اٹھ جانا: باب رفع العلم وظہور الجہل (ح۸۰) اور باب کیف یقبض العلم (ح۱۰۰)، جن میں بتایا گیا کہ علم کا زوال علماء کے اٹھ جانے سے ہوتا ہے۔

۵۔ کتاب العلم کے تعلیمی اصول اور جدید نظامِ تعلیم کے لیے رہنمائی

اس حصے میں کتاب العلم سے مستنبط اصولوں کو معاصر تعلیمی مسائل کے تناظر میں پرکھا جاتا ہے۔ ہر اصول کے تحت پہلے کتاب العلم کا ماخذ، پھر جدید نظامِ تعلیم کے لیے اس کی افادیت بیان کی گئی ہے۔

۱ء۵ علم عمل پر مقدّم: بامقصد تعلیم

امام بخاریؒ نے باب باندھا: "العلم قبل القول والعمل" اور دلیل میں "فاعلم أنہ لا إلہ إلا اللہ" (محمد ۴۷:۱۹) پیش کی۔ ابن حجرؒ کے مطابق مراد یہ ہے کہ قول و عمل کی صحت علم پر موقوف ہے۔ **جدید اطلاق:** آج کی تعلیم میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ تعلیمی سرگرمی کے پیچھے واضح مقصد اور بصیرت ہونی چاہیے؛ نصاب، تدریس اور جانچ کا رشتہ مطلوبہ استعداد سے جڑا ہو۔ جان ڈیوی کے مطابق تعلیم کو تجربے اور مقصد سے الگ کر دیا جائے تو وہ بے روح مشق بن جاتی ہے۔[۸]

۲ء۵ تفقہ اور فہم: رٹّے کا متبادل

حدیث "من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین" اور باب الفہم فی العلم اس پر زور دیتے ہیں کہ علم کا مقصد گہری سمجھ ہے۔ امام بخاریؒ کا اپنا طریقہ بھی یہی تھا کہ ایک حدیث سے مختلف ابواب میں مختلف مسائل استنباط کرتے۔ **جدید اطلاق:** پاؤلو فریرے نے روایتی تعلیم کو "بینکنگ ماڈل" کہہ کر تنقید کا نشانہ بنایا جس میں معلومات طلبہ کے ذہن میں ڈال دی جاتی ہیں۔[۹] کتاب العلم کا تفقہ اسی کا علاج ہے: امتحانی نظام اور نصاب میں تصوراتی فہم، استدلال اور اطلاق کو یادداشت پر ترجیح دی جائے۔

۵ء۳ سوال، مکالمہ اور فعال تعلّم

نبی ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ وہ کون سا درخت ہے جو مسلمان کی مانند ہے؟ لوگ جنگلی درختوں میں الجھ گئے، پھر آپ ﷺ نے جواب بتایا۔ امام بخاریؒ نے اس پر باب باندھا "طرح الإمام المسألۃ علی أصحابہ"۔ اسی طرح سیدہ عائشہؓ کا بار بار دریافت کرنا اور مسئلہ پوری طرح سمجھنے تک رجوع کرنا "باب من سمع شیئاً فراجعہ حتی یعرفہ" میں مذکور ہے۔ **جدید اطلاق:** ویگوٹسکی کے نظریے کے مطابق تعلّم سماجی تعامل اور رہنمائی سے پروان چڑھتا ہے۔[10] لہٰذا جدید کلاس روم میں یک طرفہ لیکچر کے بجائے سوال، بحث، مسئلہ حل کرنے اور مباحثے کی سرگرمیاں مرکزی ہونی چاہییں، اور استاد کا کردار معلومات دینے سے زیادہ سوچ ابھارنے کا ہو۔

۵ء۴ تدریج، سہولت اور تعلیمی بوجھ

ابن مسعودؓ ہر جمعرات کو وعظ کرتے تھے اور لوگوں کی اکتاہٹ کے اندیشے سے زیادہ نہیں کرتے تھے؛ انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ بھی موعظت میں ہمارے احوال کا لحاظ رکھتے تھے۔ "یسّروا ولا تعسّروا" کی نبوی ہدایت بھی اسی سیاق میں آتی ہے۔ **جدید اطلاق:** سویلر کا نظریۂ علمی بوجھ ((Cognitive Load بتاتا ہے کہ ذہن کی گنجائش محدود ہے اور بے ترتیب یا حد سے زیادہ مواد سیکھنے کو کمزور کرتا ہے۔[11] اس لیے نصاب کی بتدریج تقسیم، وقفے، ہوم ورک کی معقول مقدار اور طلبہ کی ذہنی صحت کا لحاظ نبوی طریقِ تعلیم کے عین مطابق ہے۔

۵ء۵ حیا اور سوال کی آزادی: محفوظ تعلیمی ماحول

باب الحیاء فی العلم میں مجاہدؒ کا قول نقل ہے کہ شرمیلا اور متکبر دونوں علم حاصل نہیں کر سکتے؛ اور سیدہ عائشہؓ نے انصاری خواتین کی تعریف کی کہ حیا انہیں دین میں تفقہ سے نہیں روکتی۔ **جدید اطلاق:** ایمی ایڈمنڈسن کی تحقیق کے مطابق وہی ٹیمیں بہتر سیکھتی ہیں جن میں غلطی کرنے یا سوال پوچھنے پر خوف نہ ہو (نفسیاتی تحفظ)۔[12] کلاس روم میں مذاق، تحقیر یا سزا کا خوف سوال کو دبا دیتا ہے؛ کتاب العلم کا پیغام یہ ہے کہ شرم کو علم کی راہ میں رکاوٹ نہ بننے دیا جائے اور استاد ایسا ماحول بنائے جہاں پوچھنا باعثِ عزت ہو۔ اسی طرح غصے میں تدریس کے باب (الغضب فی الموعظۃ) میں معلم کو اپنے جذبات پر قابو رکھنے کی تربیت ملتی ہے۔

۵ء۶ شمولیت اور تعلیمی مساوات

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ خواتین نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مرد آپ کی مجلس پر غالب رہتے ہیں، ہمارے لیے ایک دن مقرر فرمائیے؛ آپ ﷺ نے ایک دن مقرر فرما کر انہیں وعظ و نصیحت کی۔ امام بخاریؒ نے اس پر باب رکھا "ہل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم"۔[13] **جدید اطلاق:** یہ تعلیمی رسائی ((Access اور مساوات کی ابتدائی بنیاد ہے: اگر کوئی طبقہ عملاً تعلیم سے دور ہو تو اس کے لیے مخصوص انتظام کرنا ادارے کی ذمہ داری ہے۔ آج کے تناظر میں لڑکیوں، دور افتادہ علاقوں کے طلبہ اور محروم طبقات کے لیے وظائف، فاصلاتی تعلیم اور مناسب سہولیات اسی اصول کی عصری صورتیں ہیں۔

۵ء۷ حفظ، کتابت اور ٹیکنالوجی کا امتزاج

امام بخاریؒ نے حفظ العلم کے ساتھ کتابۃ العلم کا باب بھی رکھا۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمروؓ کے سوا کسی کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث نہ تھیں کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا؛ فتحِ مکہ کے خطبے کے بعد ابو شاہ کے لیے خطبہ لکھنے کا حکم بھی مروی ہے۔ ابو ہریرہؓ کا دو برتنوں والا قول بھی حفظ ہی سے متعلق ہے۔ **جدید اطلاق:** حفظ اور تحریر ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ معاون ہیں۔ آج کے ڈیجیٹل ذرائع (نوٹس، ڈیٹا بیس، آن لائن لائبریریاں) کتابت ہی کی توسیع ہیں؛ بنیادی تصورات اور مہارتوں کا حفظ و اعادہ بھی ضروری ہے، مگر ہر معلومات کو ذہن میں محفوظ رکھنے پر اصرار ضروری نہیں۔ جدید دور میں طلبہ کو ٹیکنالوجی کے استعمال کی مہارت سکھانا اسی ہم آہنگی کا تقاضا ہے۔[14]

۵ء۸ رحلہ: تعلیمی نقل و حرکت اور براہِ راست ماخذ

باب الخروج فی طلب العلم میں جابر بن عبد اللہؓ کا ایک ہی حدیث کے لیے ایک ماہ کا سفر کر کے عبد اللہ بن انیسؓ کے پاس پہنچنا مذکور ہے۔ امام بخاریؒ خود بھی اسی روایت کا عملی نمونہ تھے۔ **جدید اطلاق:** جدید جامعات میں تبادلہ طلبہ، فیلڈ ورک، بین الاقوامی تحقیقی تعاون اور آن لائن عالمی کلاس رومز اسی جذبے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اصل ماخذ تک رسائی، ثانوی خلاصوں پر اکتفا نہ کرنا، اور اہلِ فن سے براہِ راست سیکھنا آج بھی تحقیق کا بنیادی اصول ہے۔

۵ء۹ علمی دیانت، ماخذ کی تصدیق اور معلوماتی خواندگی

نبی ﷺ پر جھوٹ باندھنے کی وعید اور "لیبلغ الشاہد الغائب" کی ہدایت مل کر علم کی امانت دارانہ ترسیل کا اصول بناتی ہیں۔ محدثین کے ہاں سند اور راوی کی جانچ دراصل ماخذ کی تصدیق کا نظام تھا، اور امام بخاریؒ کی پوری علمی زندگی اسی کی عملی تفسیر ہے۔[15] **جدید اطلاق:** سوشل میڈیا اور مصنوعی ذہانت کے دور میں غلط معلومات تیزی سے

پھیلتی ہیں، اس لیے طلبہ کو ماخذ کی جانچ، حوالہ دہی، سرقہ سے اجتناب اور معلومات کے تنقیدی جائزے ((Information Literacy کی تربیت دینا ضروری ہے۔ کتاب العلم اس کے لیے اخلاقی اور فکری بنیاد فراہم کرتی ہے۔

۵.۱۰ معلّم کی شخصیت، تواضع اور علم کی حفاظت

باب "مایستحب للعالم إذا سئل أی الناس أعلم" میں موسیٰ و خضر علیہما السلام کے واقعے سے سبق ملتا ہے کہ بڑے عالم کو بھی اپنے علم کی نسبت اللہ کی طرف کر کے مزید سیکھنے کا شوق رکھنا چاہیے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے مجلس میں سائل کے سوال کا جواب اپنی بات مکمل کر کے دیا (ح ۵۹)، جو تدریس میں ترتیب اور سائل کے احترام کی مثال ہے۔ آخر میں "رفع العلم" کے ابواب بتاتے ہیں کہ علم علماء کی وفات سے اٹھتا ہے، جب لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا لیتے ہیں۔ **جدید اطلاق:** اساتذہ کی تربیت، پیشہ ورانہ نشوونما، اور اہل و باصلاحیت افراد کو تدریس کی طرف راغب کرنا کسی بھی نظامِ تعلیم کی بقا کی شرط ہے۔

۵.۱۱ خلاصۂ اصول: ایک نظر میں

اصول	ماخذ (کتاب العلم)	جدید تعلیمی اطلاق
علم قبل العمل	باب العلم قبل القول والعمل	بامقصد نصاب، نتائج پر مبنی تعلیم
تفقہ و فہم	ح ۷۱، ۷۲	تصوراتی فہم، رٹّے کی حوصلہ شکنی
سوال و مکالمہ	ح ۶۱، ۱۰۳	فعال تعلّم، تحقیقی و مباحثہ جاتی تدریس
تدریج و سہولت	ح ۶۸، ۶۹، ۷۰	تعلیمی بوجھ کی تنظیم، ذہنی صحت
محفوظ ماحول	باب الحیاء فی العلم	نفسیاتی تحفظ، تحقیر سے اجتناب
شمولیت	ح ۱۰۱	لڑکیوں اور محروم طبقات کی رسائی
حفظ و کتابت	ح ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۲۰	نوٹس، ڈیجیٹل ذرائع اور بنیادی حفظ
رحلہ	باب الخروج فی طلب العلم	تبادلہ، فیلڈ ورک، عالمی تعاون
علمی دیانت	ح ۶۷، ۱۰۷	ماخذ کی جانچ، معلوماتی خواندگی
معلّم کا کردار	ح ۵۹، ۱۰۰، ۱۲۲	تواضع، اساتذہ کی تربیت

۶۔ معاصر اطلاق کے لیے تجاویز اور تنقیدی ملاحظات

مذکورہ اصولوں کی روشنی میں چند عملی تجاویز یہ ہیں: (۱) نصاب اور جانچ میں فہم و استدلال کو ترجیح؛ (۲) تدریس میں سوال و مکالمہ اور تحقیقی سرگرمیوں کا فروغ؛ (۳) طلبہ پر تعلیمی بوجھ اور ذہنی دباؤ کا جائزہ؛ (۴) طالبات اور محروم طبقات کے لیے خصوصی سہولیات؛ (۵) تحقیقی دیانت اور معلوماتی خواندگی کی تربیت؛ (۶) اساتذہ کے لیے تواضع، صبر اور مسلسل سیکھنے کی تربیت۔

تاہم تین احتیاطیں ضروری ہیں۔ **اول،** کتاب العلم کی روایات براہِ راست جدید تعلیمی نظریات نہیں بلکہ نبوی و صحابی دور کے عملی نمونے ہیں؛ انہیں جدید نظریات کا "ثبوت" بنانے کے بجائے ان کے ہم آہنگ اصولوں کی حیثیت سے پڑھنا چاہیے۔ **دوم،** امام بخاریؒ نے کوئی مستقل تعلیمی نظریہ باقاعدہ مرتب نہیں کیا؛ یہاں "نظریہ" ان کے تراجم اور انتخابِ روایات سے استخراج شدہ ہے، لہٰذا یہ ایک تعبیری کوشش ہے۔ **سوم،** جدید نظریات (مثلاً ویگوٹسکی، سویلر، ایڈمنڈسن) مخصوص تجرباتی سیاق میں تشکیل پائے ہیں، اس لیے مقابلہ تقابلی ہم آہنگی کی سطح پر ہے، مکمل مطابقت کے دعوے کی سطح پر نہیں۔

۷۔ نتائج

کتاب العلم کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کا تعلیمی تصور علم کو عمل کی بنیاد، فہم کو حفظ کا مقصد، سوال و مکالمے کو تدریس کا ذریعہ، تدریج و سہولت کو سیکھنے کی شرط، شمولیت کو تعلیمی انصاف، اور روایت میں دیانت کو علمی امانت قرار دیتا ہے۔ یہ اصول رٹا نظام، تعلیمی بوجھ، عدم مساوات اور غلط معلومات جیسے معاصر چیلنجز کے حل میں رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں، بشرطیکہ تاریخی سیاق کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کا اطلاق کیا جائے۔ مزید تحقیق کے لیے امام بخاریؒ کی دیگر تصانیف، بالخصوص الادب المفرد، کے تعلیمی پہلوؤں اور شروح میں کتاب العلم پر بحثوں کا تفصیلی مطالعہ مفید ہو گا۔

حواشی:

۱۔ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری (بیروت: دار المعرفہ، ۱۳۷۹ھ)، ترجمۂ امام بخاری، [ص]؛ ابن حجر، ہدی الساری، [ص]؛ شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء، تحقیق شعیب الارناؤوط (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۵ء)، ترجمۂ بخاری، [ج/ص]۔

۲۔ احمد بن علی الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، تحقیق بشار عواد معروف (بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۲۰۰۲ء)، ترجمۂ محمد بن اسماعیل البخاری، [ج/ص]؛ نیز ابن حجر، ہدی الساری، [ص]۔

۳۔ ابن حجر، ہدی الساری، [ص]؛ ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری (بیروت: دار المعرفہ، ۱۳۷۹ھ)، مقدمہ و کتاب العلم، [ج/ص]؛ تعداد کے اختلاف اور تراجم کے لیے یہی مآخذ، نیز Jonathan A. C. Brown, *The Canonization of al-Bukhārī and Muslim: The Formation and Function of the Sunnī Ḥadīth* (Leiden: Brill, 2007)، [ص]۔

۴۔ Jonathan A. C. Brown, *The Canonization of al-Bukhārī and Muslim: The Formation and Function of the Sunnī Ḥadīth* (Leiden: Brill, 2007)، [ص]؛ Jonathan A. C. Brown, *Hadith: Muhammad's Legacy in the Medieval and Modern World* (Oxford: Oneworld, 2009)، [ص]۔

۵۔ ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری (بیروت: دار المعرفہ، ۱۳۷۹ھ)؛ بدر الدین العینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (بیروت: دار احیاء التراث العربی، [سن])؛ احمد بن محمد القسطلانی، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری (قاہرہ: المطبعۃ الکبری الامیریۃ، ۱۳۲۳ھ)۔

۶۔ ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری (بیروت: دار المعرفہ، ۱۳۷۹ھ)، کتاب العلم، [ج/ص]؛ ابواب کی تعداد و ترقیم مختلف نسخوں میں قدرے مختلف ہو سکتی ہے۔

۷۔ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، تحقیق محمد زہیر بن ناصر الناصر (بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، کتاب العلم، [ج/ص]؛ مذکورہ ابواب اور ان کی احادیث: ح ۵۹، ۶۱، ۶۶–۷۱، ۷۳، ۸۰، ۱۰۰، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۲۰؛ ترقیم فتح الباری کے مطابق۔

۸۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل؛ ابن حجر، فتح الباری، شرح باب، [ج/ص]؛ John Dewey, *Democracy and Education* (New York: Macmillan, 1916)، [ص]۔

۹۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، ح ۷۱، ۷۲؛ Paulo Freire, *Pedagogy of the Oppressed* (New York: Herder and Herder, 1970)، [ص]۔

۱۰۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، ح ۶۱، ۱۰۳؛ Lev S. Vygotsky, *Mind in Society: The Development of Higher Psychological Processes*, ed. Michael Cole et al. (Cambridge, MA: Harvard University Press, 1978)، [ص]۔

۱۱۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، ح ۶۸، ۶۹، ۷۰؛ John Sweller, "Cognitive Load During Problem Solving: Effects on Learning," *Cognitive Science* 12, no. 2 (1988): 257–85، [ص]۔

۱۲۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب الحیاء فی العلم؛ باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم؛ Amy C. Edmondson, "Psychological Safety and Learning Behavior in Work Teams," *Administrative Science Quarterly* 44, no. 2 (1999): 350–83، [ص]۔

۱۳۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، ح ۱۰۱؛ نیز باب عظۃ الإمام النساء وتعلیمہن اور باب تعلیم الرجل أمتہ وأہلہ۔

۱۴۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، ح ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۲۰؛ Muhammad Mustafa Azami, *Studies in Early Hadith Literature* (Indianapolis: American Trust Publications, 1978))، [ص]۔

۱۵۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب الخروج فی طلب العلم (تعلیقِ جابرؓ)؛ ح ۶۷، ۱۰۷؛ باب ما یستحب للعالم إذا سئل أی الناس أعلم، ح ۱۲۲؛ باب کیف یقبض العلم، ح ۱۰۰؛ نیز Muhammad Mustafa Azami, *Studies in Early Hadith Literature* (Indianapolis: American Trust Publications, 1978))؛ Jonathan

Oxford:) *Hadith: Muhammad's Legacy in the Medieval and Modern World* ,A. C. Brown
-[ص]، Oneworld, 2009)

کتابیات(Bibliography)

ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی۔ ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری۔ بیروت: دار المعرفہ، ۱۳۷۹ھ۔
فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ بیروت: دار المعرفہ، ۱۳۷۹ھ۔

البخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ تحقیق محمد زہیر بن ناصر الناصر۔ بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ۔

الخطیب البغدادی، احمد بن علی۔ تاریخ بغداد۔ تحقیق بشار عواد معروف۔ بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۲۰۰۲ء۔

الذہبی، شمس الدین۔ سیر اعلام النبلاء۔ تحقیق شعیب الارناؤوط۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۵ء۔

القسطلانی، احمد بن محمد۔ ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری۔ قاہرہ: المطبعۃ الکبری الامیریۃ، ۱۳۲۳ھ۔

العینی، بدر الدین۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، [سن]۔

Azami, Muhammad Mustafa. *Studies in Early Hadith Literature* .Indianapolis: American Trust Publications, 1978.

Brown, Jonathan A. C. *Hadith: Muhammad's Legacy in the Medieval and Modern World* .Oxford: Oneworld, 2009.

Brown, Jonathan A. C. *The Canonization of al-Bukhārī and Muslim: The Formation and Function of the Sunnī Ḥadīth Canon* .Leiden: Brill, 2007.

Dewey, John. *Democracy and Education* .New York: Macmillan, 1916.

Edmondson, Amy C. "Psychological Safety and Learning Behavior in Work Teams." *Administrative Science Quarterly* 44, no. 2 (1999): 350–83.

Freire, Paulo. *Pedagogy of the Oppressed* .New York: Herder and Herder, 1970.

Sweller, John. "Cognitive Load During Problem Solving: Effects on Learning." *Cognitive Science* 12, no. 2 (1988): 257–85.

Vygotsky, Lev S. *Mind in Society: The Development of Higher Psychological Processes* .Edited by Michael Cole et al. Cambridge, MA: Harvard University Press, 1978.